

# تو میرا اعتبارِ زندگی

میں نے سنا ہے تمہاری ٹکٹ کنفرم ہو گئی ہے تو تم جارہے ہو کاش میں تمہیں روک سکتی حنان۔ مناہل نے روہانے لہجے میں کہا۔

مناہل پلیز میں پڑھنے جا رہا ہوں۔ ایسا مت کہو۔ تم جانتی ہو میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے مگر میں تمہاری جدائی نہیں سہہ سکتی مجھ پر رحم کرو پلیز۔ مناہل ضبط کا مظاہرہ کرتی رو پڑی۔

اسکی کالی گہری آنکھیں میں آنسو دیکھ کر حنان تڑپ گیا۔

حنان کا دل چاہا فوراً اسکو اپنی بانہوں میں لے لے مگر وہ صبر کر گیا۔

مناہل سمجھونا میری خوشی کو۔ پتا بھی نہیں چلے گا اور وقت جلدی سے گزر جائے گا میں وعدہ کرتا ہوں پڑھائی کے علاوہ جو بھی وقت ہوگا میں تم سے کنٹکٹ میں رہوں گا۔ کسی میم کی طرف نہیں دیکھوں گا۔ حنان نے شرارتی لہجے میں کہا۔

مناہل بھی ہنس پڑی۔

حنان ہنستے ہوئے اسکا آنسو صاف کرنے لگا۔ عین اس لمحے حمزہ کا گزرا ادھر ہوا۔ وہ دونوں ڈر گئے۔۔

حنان نے حمزہ سے بات کرنا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ حمزہ حنان کو اپنا بڑا نہیں سمجھتا تھا حنان کے نزدیک حمزہ بگڑا ہوا تھا۔

حمزہ تم ادھر۔۔ کوئی کام تھا جس سے مجھے۔ منابل نے ڈرتے ہوئے حمزہ کی طرف دیکھا خوبصورت گرے آنکھوں میں منابل کو اپنا عکس گرتا ہوا دکھائی دیا۔

وہ اپنا اعتبار کھونا نہیں چاہتی تھی۔ مگر حمزہ نے غصے سے منابل کو گھورا۔

منابل نے فوراً نظریں جھکا لیں۔ اس پل منابل کی حیا دار جھکی نگاہوں نے غصہ میں بھر حمزہ کو تسخیر کر لیا۔ چلو تمہیں دادی اماں یاد کر رہی تھی۔ اور چلا گیا

پیچھے رک کر دیکھنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کی کہ منابل آ بھی رہی ہے یا نہیں۔ منابل تیزی سے حمزہ کے پیچھے بھاگی۔



گھر آتے ہی حمزہ نے خود کو کمرے میں بند کر دیا۔

منابل نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تو دادی کیساتھ باتوں میں مصروف ہو گئی۔ دادی لائیں میں مالش کر دو۔ نہیں بیٹا تم مہمان ہو تھک گئی ہوگی صبح سے کام بہت کر رہی ہو۔

میری پیاری دادی اس گھر کے باقی سب کے لئے مہمان ہوں آپکے لئے نہیں ہوں۔ منابل مالش بھی کرنے لگی۔

دادی اماں مریم آنٹی کب تک آئیں گی۔

مجھے کیا پتا ہے بیٹا میری شوگر نہ بڑھتی تو علی کا گھر بھول جاتی۔ بس علی ضد کر کے لے آیا کہ میری ماں کو میری

ڈاکٹری کا فائدہ نہیں تو میرا ڈاکٹر بننا فضول ہے۔

دادی اماں پھر آپ علی چاچو کے جانے کے بعد تائی کے گھر واپس چلی جایا کریں۔

میں اس طرح نہیں کر سکتی کیونکہ تمہاری تائی نے بھی مشکل سے مجھے برداشت کیا ہوا ہے ابھی بیماری کا بہانے نے میری عزت رکھی ہوئی ہے۔ علی کے بعد حمزہ آ جاتا ہے۔ وہ بہت نیک بچہ ہے۔ اتنی ادب سے بات کرتا ہے مگر اسکے والدین ہر وقت اسکو ڈانتے رہتے ہیں۔

دادی اماں اپنے پوتے کی بلاوجہ حمایت مت کریں۔ علی چاچو صرف اسکی پڑھائی کیوجہ سے دکھی ہیں۔

میں پوتے کی حمایت نہیں کر رہی مگر ذمہ داری سب کو پوری کرنا پڑتی ہے تمہاری چاچی نے ماں کا فرض نبھایا نہیں مگر ماں ہونے کا حق لینا چاہتی ہے۔ اب خود سوچو حمزہ نے کھانا نہیں کھایا مگر کسی کو گھر میں نہیں پتا۔

ہیلو کیا ہو رہا ہے؟ یہ سموکنگ کون کر رہا ہے؟ بہت سمیل آرہی ہے سگریٹ کی۔ مناہل نے تشویش سے پوچھا آپکے آنے سے پہلے میں یہ شغل کر رہا تھا۔ حمزہ نے غصہ سے جواب دیا

کیا تم سموکنگ کرتے ہو؟ مناہل کو بہت حیرت ہوئی

جی میں کرتا ہوں۔ یقین نہیں آرہا تو آپکے سامنے کر لیتا ہوں ساتھ ہی حمزہ بے سگریٹ سلگائی

تمہیں بالکل ڈر نہیں کہ میں تمہارے والدین کو بتا دو۔ مناہل نے پریشانی سے پوچھا۔

بتادیں ویسے تو انہیں میں یاد نہیں ہوگا۔

مناہل کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ حمزہ کو کیسے روکے

دیکھو حمزہ ابھی تم نادان ہو چھوٹے ہو۔ مناہل نے تمہید باندھی

ہاں میں واقعی نادان ہوں۔ حمزہ نے بے حد تلخ لہجہ میں اسکی بات کاٹی۔ پلیز میں کوئی لیکچر سننے کا موڈ نہیں ہے۔

سیدھا یہ بھی کہو کہ کمرے سے بھی نکل جاو مناہل نے غصہ دکھایا۔

آپکی مرضی۔ حمزہ نے پرسکون ہو کر کہا

او کے۔ مناہل غصے سے واگ آؤٹ کر گئی۔  
کاش حمزہ میں تمہیں بری لت سے بچا سکتی۔ مناہل نے دلگرفتی سے سوچا

☆.....☆.....☆

مناہل سب کے ساتھ ناشتا کر رہی تھی جب حمزہ کی آمد ہوئی۔ اسکی آنکھیں بہت سرخ تھیں۔  
تمہاری آنکھوں کو کیا ہوا ہے حمزہ؟

کچھ نہیں ڈیڈ۔ رات مجھے نیند نہیں آئی انچولی میں نے مناہل سے کل بد تمیزی کی ہے اسلیے میں بہت ٹینس تھا۔  
حمزہ کی مناہل سے انچنٹ سب جانتے تھے۔

تو تم نے کیوں بد تمیزی کی ہے علی نے غصے سے پوچھا  
وہ چاچو میں رات کو آکس کریم کھانے کی ضد کر رہی تھی مناہل نے جلدی کہا  
کیا یہ سچ ہے؟ علی نے کڑکتے لہجے میں پوچھا

ویسے مجھے سچ نہیں لگ رہا کیونکہ مناہل بہت سمجھ دار ہے صاف لگ رہا ہے کہ تمہیں بچار ہی ہے  
حمزہ نے خاموش رہنا مناسب سمجھا

اب بس بھی کریں۔ سب کو ناشتہ کرنے دیں ورنہ ہمیں دیر ہو جائے گی۔ یہ لو حمزہ بیٹا ناشتا کرو پھر مناہل  
سے سوری کر لینا۔ مریم نے کہا

اماں کو ناشتہ دیا ہے مریم۔ علی کو اچانک یاد آیا۔

افوہ میں بھول گئی۔ مریم نے شرمندگی سے کہا

چاچو میں دادی کو ناشتہ کروا چکی ہوں۔ مناہل نے کہا

تھکیکس بیٹا۔ او کے دیر ہو رہی ہے میں جا رہا ہوں۔ علی یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا ساتھ میں مریم بھی تیار  
ہو گئی۔ دونوں کے جانے کے بعد مناہل اور حمزہ ناشتے کی ٹیبل پر رہ گئے۔

منابل سوری مجھے کل تمہارے ساتھ اس قسم کا رویہ نہیں اپنانا چاہیے تھا۔

اک شرط پر معاف کروگی۔ تم پڑھائی میں محنت کرو گئے اور اسموکنگ نہیں کرو گئے۔ منابل نے سنجیدگی سے کہا

یہ اک شرط ہے یا دو۔ حمزہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا

اوکے نہ مانو میں جا رہی ہوں۔

اچھا جی ٹھیک ہے جو آپکا حکم۔ بس آپ مسکرا دیں

منابل کھکھلا کر ہنس پڑی

☆.....☆.....☆

منابل تم سے جدائی میرے لیے بھی سہل نہیں ہے مگر مجبوری ہے

حنان تم میری ٹینشن مت لو۔ میری امی کو علم ہے کہ ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں

اچھا مگر کیسے؟ حنان نے حیرانگی سے پوچھا

وہ میرے لیے رشتے آرہے تھے تو میں نے انھیں بتا دیا۔ لہذا انہوں نے اب کبھی کسی رشتے کا ذکر نہیں

کیا۔ میرے خیال میں انھیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

ہوتا بھی کیسے۔ اتنا ہنڈسم داماد قسمت سے ملتا ہے۔ حنان نے شرارتی لہجے میں کہا۔

جی جیسے میری جیسی خوبصورت بہو بھی قسمت سے ملتی ہے۔ دونوں مسکرا دیے۔

بس ایسے مسکراتی رہنا۔ اداس مت ہونا۔

اوکے جو سرکار کا حکم۔

تمہیں شاید دادی بلا رہی ہے منابل۔ حمزہ کی اچانک آمد سے دونوں گھبرا گئے،

اچھا۔ میں آتی ہوں۔

ویسے یہ منابل کیا ہوتی ہے آپنی کہا کرو۔ وہ تم سے بڑی ہے۔ حنان نے رعب سے کہا۔



آپ تو مناہل سے بھی بڑے ہیں۔ آپ بھی مناہل نہ کہا کریں۔ مناہل بہن کہہ دیا کریں۔ حمزہ نے جانچتی لہجے میں کہا۔

اوہ ہو یہ تم لوگ کس بحث میں پڑ گئے۔ جسکا جودل چاہے کہہ دے۔ بس بات ختم۔ چلو حمزہ ہم چلیں۔ مناہل نے حمزہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔

☆.....☆.....☆

حنان بھائی خود کو سمجھتے کیا ہیں۔؟ حمزہ نے گھر آتے غصہ سے کہا۔

وہ تم سے بڑے ہیں۔ تمہارے فائدے کے لیے تمہیں سمجھاتے ہیں۔ مناہل نے حنان کی سائیڈ لینی چاہی۔

آپ میری دوست ہیں میری سائیڈ لیں۔ حنان کی مت لیں۔ مجھے کیوں لگ رہا ہے کہ میری دوست تبدیل ہو رہی ہے۔

حمزہ تمہارا وہم ہے میں آج بھی تمہاری دوست ہوں۔ بس کئی مرتبہ تمہاری بہتری کے لیے سختی کرنا پڑتی ہے امید ہے میرا دوست ناراض نہیں ہوگا۔

آپ سے ناراض میں رہ بھی نہیں سکتا۔ حمزہ نے اسکے دلکش چہرے سے نظرے ہٹاتے ہوئے کہا۔

کون کس سے ناراض نہیں رہ سکتا۔؟ مناہل اور حمزہ دونوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

مشعل کیسی ہو؟ مناہل نے خوشدلی سے کہا

حمزہ تم کیسے ہو؟ مشعل نے مناہل کو انور کیا۔

مناہل کو بہت شرمندگی ہوئی وہ اپنے کمرے کی طرف چل دی۔ حمزہ بھی غصے سے بھری نظر سے دیکھتے ہوئے باہر چل دیا۔

حمزہ تم جتنی مرضی عیش کر لو۔ شادی تو میری تم سے ہوگی تم صرف میرے ہو۔ مناہل کبھی بھی تمہاری نہیں

☆.....☆.....☆

حنان کی آج شام کی فلائٹ تھی مناہل بہت اداس تھی مگر تائی کے ڈر سے نارمل رہی۔  
مناہل کھانا بنا رہی تھی جب حنان پانی کے بہانے اندر آیا۔

مناہل ہمارے اچھے مستقبل کے لئے بہت دعائیں کرنا۔ میں نے بچپن سے بہت محرومیاں دیکھی ہیں اپنے بچوں کیلئے بہت کچھ کرنا چاہتا ہوں۔ جیسے حمزہ کو سب کچھ ملا۔ ویسے میں بھی اپنے بچوں کے لئے چاہتا ہوں۔ میڈیکل میں جانا کا پرور گرام میں نے علی چاچو کی پرفیکٹ فیملی سے سیکھا ہے۔  
حنان نے اداسی سے کہا۔

کاش میں تمہیں حمزہ کا بتا سکتی کبھی اس سے پوچھو کہ وہ کتنی پرفیکٹ لائف گزار رہا ہے۔  
مناہل نے سوچا مگر چپ رہی۔

تم جانتی ہو کہ مریم چاچی پوری خاندان کی آئیڈیل ہیں۔ کیونکہ وہ ڈاکٹر ہیں۔ میری خواہش تھی کہ تم بھی ڈاکٹر بنتی مگر تمہیں اپنے ابو کی طرح نیچر بننے کا شوق تھا۔  
میں سب جانتی ہوں حنان۔ تم پریشان مت ہو۔ تم دیکھنا کتنا جلدی عرصہ گزار جائے گا اور پھر یہ فراق وصال بن جائے گی۔

انشاء اللہ مناہل اپنا بہت خیال رکھنا۔ میں صرف تمہارا ہوں۔

اللہ حافظ مناہل

اللہ حافظ حنان

☆.....☆.....☆

دروازے پر دستک ہوئی تو مناہل نے مڑ کر دیکھا

آؤ حمزہ آجاؤ۔ مناہل نے مصروف انداز میں کہا

یہ پیننگ کیوں ہو رہی ہے؟ آپ جارہی ہیں مگر کیوں۔ آپ کا تو ارادہ زیادہ رہنے کا تھا۔

حمزہ میں جتنا رھ لواک دن جانا تو ہے میں یہاں مستقل تو نہیں رہ سکتی۔

مستقل تو اپنی امی کے پاس بھی نہیں رہ سکتی آپ۔ آپکی شادی ہو جائے گی پھر۔ حمزہ نے شرارت سے پوچھا  
پھر کیا پتا کدھر رہنا پڑے۔ مناہل نے ٹالا۔

جب تمہاری وائف ادھر آئے گی تو وہ کیا پتا میرا ادھر آنا بھی پسند نہ کرے۔

اگر ایسا ہے تو میں شادی نہیں کرتا۔ مناہل بچوں جیسا جواب سن کر ہنس پڑی۔

اچھا یہ بتا ورزلٹ تو آچکا ہے آگے کیا ارادہ ہے کس فیلڈ میں جاو گئے۔

میں بزنس فیلڈ میں جانا چاہتا ہوں۔ مجھے نہیں میڈیکل پسند۔

مگر کیوں۔؟

میں پرنس کی فیلڈ ہے سو نہیں پسند۔ حمزہ نے حتمی لہجے میں کہا۔

اوکے چلو جیسے تمہاری مرضی۔ میری بہت خواہش تھی کہ تمہیں ڈاکٹر بنا ہوا دیکھوں۔ مگر خیر چھوڑو۔

مناہل اگر میں آپکی خواہش پوری کر دو تو آپ کو میری بھی اک خواہش پوری کرنی ہوگی۔

کونسی؟ مناہل نے حیرانگی سے پوچھا

ابھی نہیں۔ جب بنوگا تو بتاؤ گا۔

چلو جیسے تمہاری مرضی۔ مناہل کے لئے اتنا کافی تھا کہ وہ مان گیا۔

حمزہ یہ میری نہیں چاچو کی خواہش ہے مناہل نے سوچا

آپ دوبارہ کب تک آئے گی۔

ابھی کچھ کہہ نہیں سکتی ویسے بھی آریان میرے بغیر بہت اداس ہو جاتا ہے



آپ ہیں اتنی اچھی کہ ہم بھی آپکے جانے کے بعد اداس ہو جاتے ہیں۔ کیا آپ کو میری یاد آتی ہے؟  
مجھے تم سب بہت یاد آتے ہو۔ بس ابو کی جاب کیوجہ سے مجبوری ہے۔

آپ نے جانا کس کے ساتھ ہے؟  
تایا جارہے ہیں انکے ساتھ جارہی ہوں ابھی۔

☆.....☆.....☆

دو سال کا وقت بہت مصروف گزرا۔ حمزہ حنان کے فون آتے تھے۔ فرق اتنا تھا کہ حنان کے فون کا وہ بے  
تابی سے انتظار کرتی تھی۔ حمزہ لمبی لمبی کالیں کرتا تھا۔  
کئی مرتبہ حمزہ کی کال کاٹ کر حنان سے بات کر لیتی۔  
منابل بیٹا تمہاری کال آرہی ہے۔  
امی حمزہ ہوگا اٹھا لیتی ہوں۔

حمزہ تم سے ناراض بھی تھا آج بہت دنوں بعد کال کی ہے کرلو بات۔ لاؤ میں باقی کام کر دیتی ہوں۔  
ہیلو حمزہ کیسے ہو؟

میں بہت خوش ہوں منابل تم بھی سنو گی تو بہت خوش ہوگی۔  
کیا بات ہے جلدی بولو حمزہ

میرا میڈیکل میں ایڈمیشن ہو گیا۔

یہ بہت مبارک ہوا اتنی بڑی خوشی۔ ویسے وقت کتنا جلدی بیت گیا۔

آپ کے لئے جلدی ہوگا میرے لیے تو دو سال ہیں پورے۔

اچھا ہاؤس جاب کا کدھر ارادہ ہے۔

میرے پرنس کا خیال ہے کہ پاکستان سے باہر جاؤں کیونکہ ماما ڈیڈ بھی 5 سال کے لئے دوہنی جارہے

یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ حمزہ ابو آگئے ہیں بعد میں بات ہوگی

☆.....☆.....☆

واٹ سر پرانز مجھے کیوں نہیں بتایا؟ کہ تم آرہی ہو  
حمزہ جیسے دادی کے کمرے میں داخل ہوا منابل کو دیکھ کر خوش ہو گیا  
امی ابو آریان سب آئے ہیں میں اکیلی نہیں آئی ہوں۔ منابل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔  
خیریت تو ہے سب اچانک کیسے؟

ابو کو تانیا نے بلایا ہے۔ تانیا نے کیوں بلایا میں نہیں جانتی  
تم سوچ نہیں سکتی میں کتنا خوش ہوں۔  
آپنی آپکو ادھر تائی بلارہی ہے آریان نے انٹری دی  
حمزہ بھی چل اٹھا۔ ابھی وہ کمرے میں جا رہا تھا کہ راستے میں مریم آگئی۔  
مما آپ کدھر جا رہی ہیں۔

میں تمہارے تانیا کے گھر جا رہی ہوں۔

خیر تو ہے۔ منابل کی فیملی کو بھی تانیا نے بلایا ہے۔

تمہاری فرینڈ تمہارے قریب رہے گی اب۔ ہر وقت تنگ کرنا تم۔

میں سمجھا نہیں ممّا آپکی بات۔

حنان اور منابل کی منگنی ہونے والی ہے۔ مریم نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے چل دی۔ مگر حمزہ کو بہت  
شاک لگا۔ منابل تم حنان کے نام کی انگوٹھی پہنو گی مجھ سے برداشت نہیں ہوگا۔ یا اللہ میرے ساتھ ایسا کیوں  
ہوا ہے؟ اگر وہ میری محبت تھی تو مجھے کیوں نہیں ملی۔ حمزہ کی سوچ سوچ کر سر میں درد ہونے لگا۔ مجھے منابل سے

☆.....☆.....☆

مناہل میں نے سنا ہے تمہاری منگنی ہو رہی ہے حنان سے۔

ہاں حمزہ۔ تم نے ٹھیک سنا ہے۔

کیا تم خوش ہو اس رشتے سے۔ حمزہ نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔

حنان میری محبت میری زندگی ہے۔ مجھے یہ سب خواب کی طرح لگتا ہے۔ مناہل نے مسکراتے ہوئے جواب

دیا۔

تم جانتی ہوں کہ میں بھی کسی سے محبت نہیں بلکہ عشق کرتا ہوں۔ حمزہ نے ضبط سے کہا اور نہ اسکا دل چاہ رہا تھا کہ وہ قسمت کے اس مذاق پر بہت روئے۔

اچھا عشق کرتے ہو مجھے اندازہ تو تھا مگر اتنی گہرائی کا نہیں پتا تھا۔ مشال بہت اچھی لڑکی ہے۔

مشال کا کیا ذکر۔ حمزہ نے چبھتے لہجے میں پوچھا۔

مشال وہ لڑکی ہے جس سے تم پیار کرتے ہو۔ تم مجھے سر پرانز دینا چاہتے تھے نا..... تم پریشان مت ہو مریم

چاچی نے بچپن سے تمہاری منگنی کی ہوئی ہے۔ بس تم لوگوں کو نہیں پتا۔

کیا بکو اس ہے؟ حمزہ غصہ سے بولا۔ مشال سے نہیں مناہل میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔

کیا؟ مناہل کو لگا جیسے اس نے غلط سنا ہو۔

ہاں مناہل۔ پلیز میں حنان سے زیادہ آپ کو محبت دوں گا اک مرتبہ میرا یقین کر کے تو دیکھیں۔ آپ جو کہوں

گی سب مانو گا صرف آپ میری ہمسفر بن جائیں۔ حمزہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیسے مناہل کو نہیں کرے۔

میری آنکھوں نے بچپن سے آپکے خواب دیکھے۔ جب مجھے محبت کا شعور بھی نہیں تھا تب بھی آپ اور میں ہر

کھیل میں پارٹنر بنتے تھے۔ مجھے پتا نہیں چلا اور میں آپکو اپنی لائف کا پارٹنر سمجھنے لگا۔ آپکو یاد ہے اک بار آپ

حنان کی پارٹنر بن گئی میں اور مشاغل اک پارٹنر کرکٹ میں۔ آپ حنان کا ساتھ دیکر مجھ پر فقرے بنا رہی تھی مجھے بہت دکھ ہوا اور میں بیمار ہو گیا۔ پھر آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ صرف میری پارٹنر بنے گی۔ اب وعدہ مت توڑیں۔

وہ بچپن تھا حمزہ نادانی کا وقت تھا۔ اب ایسا نہیں ہو سکتا۔ منابل نے سختی سے کہا  
اب بھی ہو سکتا ہے میں ابھی اپنے پرنس سے بات کرتا ہوں  
تم جو مرضی کرو۔ میں تمہیں بچہ بھکر بہت غلطی کی ہے۔ تم جانتے تھے کہ میں اکلوتی تھی مجھے اک بھائی کی خواہش تھی جب میں پانچ سال کی تھی تم پیدا ہوئے تمہیں میں نے صرف اپنے چھوٹے بھائی کی طرح دیکھا تمہاری ہر ضد نخر اسب برداشت کیا۔ آریان کے آنے کے بعد بھی تم سے محبت رہی مگر بھائی کی حد تک۔  
جیسے آپ پر میری محبت کا اثر نہیں ہوا اس طرح مجھ پر بھی اثر نہیں ہوا کہ آپ کیا سمجھتی ہیں مجھے۔  
حمزہ مجھے آئندہ مت بلانا تم نے میرا اعتبار توڑ دیا ہے۔ اب بات ختم۔  
تمہارے لیے بات ختم ہوگی میرے لیے زندگی ختم۔  
منابل ہم جیسے لوگ زندگی سے اکتائے ہوئے ہوتے ہیں اگر کوئی اک لمحہ بھی ہمارا ہو کر اجنبی ہو جائے تو زندگی سے اجنبی ہو جاتے ہیں۔ بائے منابل  
حمزہ کی بات سن کر منابل کو شاک لگا

☆.....☆.....☆

مجھے منزلوں کا شعور تھا مجھے راستوں نے تھکا دیا  
کبھی جن پر مجھ کو یقین تھا انہی ساتھیوں نے دعا دیا  
منابل تمہیں کسی اور کا ہوتے دیکھنا میرے لیے کتنا اذیت ناک تھا کاش تم سمجھ سکتی۔  
حمزہ نے گہرا کش لیتے ہوئے سوچا۔

منابل میں نے تم سے محبت کی سو مجھے سزا تو ملنی چاہیے۔ اسلئے میں تمہاری منگنی میں گیا۔ پل پل میں اذیت میں رہا ہوں۔ جب سب تمہیں حنان کا نام لے کر تنگ کر رہے تھے اور تم شرمارہی تھی۔  
 یا اللہ کیا میں حنان جتنا خوش قسمت نہیں ہوں۔ اک آنسو حمزہ کی آنکھ میں ٹھہر گیا۔  
 منابل تمہیں پانے کیلئے میں نے ہر کوشش کی تمہاری منتیں کیں مگر تم اتنی سنگدل بنی میری طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا۔ ماماؤڈ کو کنوئیں کرنا چاہا مگر وہ بھی میری قسمت کی طرح مجھ سے ناراض ہو گئے ماما کو بس مشال کی فکر لگ رہی میری خوشی میری زندگی کا نہیں سوچا تائی بھی تو خوش نہیں تھی اس رشتے سے مگر وہ بھی تو مان گئی میرے پرنس بھی مان جاتے یا اللہ۔ حمزہ نے دلگرفتی سے سوچا۔  
 ”حمزہ بیٹا یہ کیا تم اسموکنگ کر رہے ہو“ مریم نے حیرت اور غصہ سے پوچھا  
 ”آپ کو فرصت مل گئی میرے لیے آج بڑی بات ہے ماما ورنہ آپ کو تو ہر ٹائم اپنے ہوسپتال کی جلدی ہوتی ہے۔“  
 مجھے طعنہ مت دو۔ کس لہجہ میں بات کر رہے ہو۔ ہم سے غلطی ہوگی جو ہر ٹائم منابل کے ساتھ رکھتے تھے تم اچھی طرح سے سمجھ لو مشال سے تمہاری شادی ہوگی“ مریم نے زعب سے کہا۔  
 ”اگر میں زندہ رہا تو آپ بھی اپنی مرضی کر لینا“  
 مریم اک دم ڈر گئی مگر خاموشی سے باہر چل دی۔  
 ☆.....☆.....☆  
 صبح حمزہ کو سمجھاؤں گی۔ مریم نے سوچا  
 ”کیا سوچ رہی ہو۔“ علی نے پوچھا  
 حمزہ منابل کے لیے بہت سیریس ہے یہ تو مجھے پتا ہے کہ اس اتج میں لڑکے جذباتی ہوتے ہیں مجھے ڈر ہے وہ کچھ کر نہ دے اسلئے میں سوچ رہی ہوں کہ حمزہ کو میں آپنی کے گھر بھیجو گی مشال کیساتھ رہے گا تو خود منابل کو



مناہل بچاری خود حمزہ کے رویے سے بہت ہرٹ ہوئی ہے علی نے وضاحت دی  
اوہ ہو آپ ایسا مت کہو مجھے بہت بھروسہ ہے وہ اچھی لڑکی ہے غلطی ہمارے بیٹے کی ہے۔ مناہل آج بھی  
میرے لیے وہی نیک بچی ہے۔

اچھی بات ہے ڈیر۔ اچھا اب سو جاؤ۔ صبح مسئلہ کا حل سوچتے ہیں۔  
مریم سورہی تھی کہ نا معلوم احساس سے اسکی آنکھ کھل گئی۔

آج دل کیوں اتنا گھبرا رہا ہے۔ یا اللہ۔

کیا ہوا ہے مریم؟ علی نے نیند سے بوجھل آنکھیں بمشکل کھولی۔  
وہ مجھے پیاس لگ رہی ہے میں کچن میں پانی پینے جا رہی ہوں۔  
پانی پینے کے بعد بھی مریم کو سکون نہیں آ رہا تھا۔

پتا نہیں حمزہ سورہا ہے ڈسٹرب نہ ہو۔ مریم نے سوچا اور اسکے کمرے سے آگے جانے لگی۔ مگر پھر بے سکونی  
کیوجہ سے وہ حمزہ کے کمرے کی طرف مڑ گئی۔

دروازہ کھولا تو حمزہ آڑھ ہاتھ چھائیڈ پر لیٹا ہوا تھا اسکا ایک بازو نیچے زمین پر لگا ہوا تھا۔ مریم اسکا بازو اوپر  
کرنے لگی۔ مگر نیچے کوئی خالی ڈبی ملی۔ مریم چیخ اٹھی۔ اسکی چیخ سے علی بھی دوڑ کر آ گیا۔

”کیا ہوا مریم۔ سب خیریت تو ہے۔“

”حمزہ نے خودکشی کر لی ہے علی“

کیا کہہ رہی ہو مریم۔ علی کو لگا اس سے سننے میں غلطی ہوئی ہے  
جلدی سے اسکی نبض چیک کی۔ اور ہوسپٹل کال کی۔

☆.....☆.....☆

یا اللہ میری خطائیں معاف فرما۔ مجھے سے جو بھی غلطیاں ہوئی ہیں۔ انکو معاف فرما۔ مجھ میں اپنے بیٹے کو کہو  
نے کی سکت نہیں ہے۔ مریم رورو کر ہو سہل میں دعا کر رہی تھی

بہو حمزہ نے یہ حرکت کی ہے۔ مریم کی ساس نے آتے ہی پوچھا  
مجھے معاف کر دیں اماں۔ مریم ساس کے گلے لگ کر رونے لگی۔

میں آپ لوگوں کیساتھ نہیں رہنا چاہتی تھی مگر علی نے ساتھ والا گھر خرید لیا اور مجھے کہا تمہاری خواہش بھی پوری  
ہوگئی اور میں اپنے خاندان والوں کیساتھ رہوں گا۔ میں چونکہ امیر ویل ایجوکیٹڈ فیملی سے تعلق تھا لہذا اپنی خود سری  
اور غرور میں آپ لوگوں سے بات نہیں کرتی تھی جب آپ بیمار ہوئی اور علی آپ کو اپنے گھر لے آیا تو مجھے بہت غصہ  
آیا حالانکہ منابل آپ کی خدمت کے لئے آگئی تھی۔ آپ کا بیٹا میں نے چھنا چاہا اور مجھے کتنی بڑی سزا ملی میری اکلوتی  
اولاد آج موت کے دہانے پر ہے۔ آپ مجھے معاف کر دیں شاید میرا رب بھی مجھے معاف کر دے۔ مریم کہتے  
ہوئے اگلے آگے ہاتھ جوڑ دیا۔

نہ میری بیٹی۔ تمہارا جو بھی سلوک ہو میں تمہیں معاف کرتی ہوں۔ مریم کو پھر گلے لگا لیا۔  
تم میرے بیٹے کی خوشی تھی۔ میرے حمزہ کی ماں ہو میں پل پل تم لوگوں کے لئے دعاؤں مانگیں ہیں مجھے  
یقین ہے حمزہ کو کچھ نہیں ہوگا۔

انشاء اللہ اماں۔

انشاء اللہ چاچی۔ منابل نے روتے ہوئے کہا۔  
تم یہاں کیسے۔ تم لوگ تو جا رہے تھے۔  
چاچی صبح جانا تھا تاہنا ابونے روک لیا کہ حنان کے بعد گھر میں سناٹا ہو گیا ہے۔ اسلیے صبح چلے جائیں۔

☆.....☆.....☆

دروازہ کھولنے کی آواز پر سب متوجہ ہوئے۔ جہاں علی اور ڈاکٹر احمد کھڑے تھے

حمزہ کا معدہ واش کر دیا ہے اب خطرے والی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ صبح تک بے ہوش رہے گا اسلیے پریشان مت ہونا آپ۔  
 ڈاکٹر احمد کہتے ہوئے چل دیئے۔  
 مریم نے شکر ادا کیا۔ اور اجازت لیکر گھر واپس چلی گئی  
 ☆.....☆.....☆  
 حمزہ کو جب ہوش آیا تو سب اسکے کمرے میں موجود تھے  
 حمزہ بیٹا یہ کیا حرکت کی ہیا پکو کسی کا بھی احساس نہیں تھا۔۔؟ مریم نے اسکا ماتھا چوما۔  
 ماما میں آپ کیلئے کب اتنا اہم ہو گیا کہ آج آپ میرا ماتھا چوم رہی ہیں۔ آپ کے پاس کبھی میرے لیے وقت نہیں ہوتا بس فارل بن کر پوچھیں کہ اسٹڈی کیسی جا رہی ہیں۔ کالج جا رہے ہو۔ وغیرہ۔ حمزہ نے روتے ہوئے کہا  
 میرے بیٹے مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔  
 مجھ سے بھی کم غلطیاں نہیں ہوئیں تم جان نہیں سکتے اک باپ کے لئے کتنا اذیت ناک ہوتا ہے موت کے دھانے پر کھڑے بیٹے کو دیکھنا۔ تمہاری ہر سانس کے ساتھ مجھے لگتا میری سانس آرہی ہے۔ علی ہٹے کہا۔  
 منابل کو وہاں کھڑے ہونا فضول لگا۔ اسلیے چپکے سے باہر آ کر شکرانے کے نفل ادا کرنے لگی۔  
 حمزہ کیسے ہو تم سب کے جانے کے بعد ابھی حمزہ سونے کی کوشش کر رہا تھا کہ منابل نے آہستگی سے پوچھا  
 مدت کے بعد اس نے جو مجھے آواز دی  
 قدموں کی کیا بساط تھی سانسیں تک رک گئی  
 مجھے لگا اب تم سدھر گئے ہو گے مگر تم تو افسوس  
 اگر آپ سے محبت کرنا میرے بگڑے ہونے کا نام ہے تو آپ پھر ٹھیک سمجھی میں بالکل نہیں سدھر وگا اور نہ

حزہ کیا تم اس بات کو بھول نہیں سکتے۔

میں نے زندگی چھوڑنے کی کوشش کی تو تھی مگر بچ گیا۔ میری زندگی تم ہو منا ہل۔ حزہ نے منت سے کہا دیکھو اب کیا ہو سکتا ہے اب میری مٹگنی بھی ہو چکی ہے۔

منا ہل صرف مٹگنی ہوئی ہے ٹوٹ بھی سکتی ہے آپ ہامی تو بھریں۔

منا ہل کا دل کانپ گیا۔ میں جارہی ہوں تم اس قابل ہو نہیں کہ تمہارا احساس کیا جائے۔

ابھی تو میرے پاس رہیں جی بھر کر دیکھنے تو دیں اپنی محبت کو۔ اتنی ظالم تو مت بنیں۔ محبت نہیں کرتی۔ مگر اتنا رحم تو کر سکتی ہیں۔

میرے خیال میں اب مجھے چلنا چاہیے۔

تم تو ڈر رہی ہو اچھا بیٹھ جاو۔ امی نفل پڑھنے آجائیں تو چلی جانا۔

اسی وقت مریم اندر آئیں منا ہل نے شکر ادا کیا۔



حزہ بیٹا اتنے چپ کیوں ہو

مما آج آپ ہو سہل نہیں جارہی۔

نہیں بیٹا میں نے ڈیوٹی اک ٹائم کی کردی اب میں گھر میں سارا وقت اپنے بیٹے کو دوں گی۔

اچھا ڈیڈ چلے گئے۔

نہیں بیٹا میں بس نماز پڑھنے گیا تھا۔ مریم اک کپ چائے بنا دو۔

حزہ تم نے بھی پینی ہے چائے

جی ممہ۔ مریم چلی گئی

حزہ تم نے اب آگے کا کیا سوچا علی نے سنجیدگی سے پوچھا  
میں نے منابل کے علاوہ کبھی نہیں سوچا۔

دیکھو حزہ تم اس بات کی خدمت کرو اب وہ حنان کی ہے تمہاری خودکشی کیوجہ سے وہ بچی بھی رسوا ہو سکتی تھی۔  
اللہ نے عزت رکھ لی۔ سب کو ہم نے یہی بتایا کہ تمہیں ہم سے شکایات تھیں۔ علی نے نرمی سے سمجھایا۔ تم کسی اور  
لڑکی کیلئے کہو میں راضی ہوں۔ ☆

ڈیڈ مجھے منابل چاہیے کسی بھی طرح۔ آپ کیوں نہیں سمجھتے مجھے صرف وہی چاہیے، نہ چاہتے ہوئے بھی حزہ  
کو رونا آ گیا۔

آپ جو شرط رکھیں گئے جو کہیں گئے سب مان لوگا۔ میں زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ پلیز مجھے مت مرنے دیں۔  
مریم چائے لیکر اندر آرہی تھی مگر حزہ کی باتیں سن کر پریشان ہو گئی۔

علی کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے حزہ کو جھوٹی تسلی دینے کا فائدہ بھی نہیں تھا۔  
میرے بیٹے آپ مت رو آپ ڈاکٹر بنو بدلے میں آپ کو منابل دونوں گی۔

مریم کی بات سن کر دونوں حیران ہو گئے۔  
حزہ کی خوشی کی انتہا ہو گئی۔

سچ ماما کیسے

بس تم مجھ پر اعتبار کرو

تھنکس ماما آپ دنیا کی اچھی ماما ہیں۔

جی میں جانتی ہوں۔

☆.....☆.....☆

مریم آپ کا کروگی مجھے تو بتاؤ علی نے کمرے میں آتے پہلا سوال یہی کیا



میں اپنے بیٹے کو کامیاب دیکھنا چاہتی ہوں۔ بس اب اور نہیں اسکو زندگی برباد کرنے دوں گی۔ میں پہلے  
 حنان کے ابو سے کروں گی اسکے بعد مناہل کے والدین سے۔  
 اگر دونوں راضی نہ ہوئے۔ علی نے کہا۔  
 امید تو ہے کہ میں اور آپ انھیں کنوئیں کر لے گئے۔ حنان کی والدہ تو پہلے خوش نہیں اس رشتے سے۔۔۔ بس  
 میں ہر کوشش کرنا چاہتی ہوں۔  
 مشال کا کیا ہوگا  
 میں آپا سے معافی مانگ لوں گی مشال سے بھی بس میں اپنے بیٹے کو دوبارہ کھونا نہیں چاہتی۔  
 تمہیں جو بھی تر لگے کر لو۔ میں خود بھی بہت پریشان ہوں۔ حمزہ نے بہت تنگ کر دیا ہے۔۔  
 ☆.....☆.....☆  
 آپ میرے بڑے بھائی اور بھابی ہیں۔ آپ جانتے اولاد کیا چیز ہوتی ہے۔ یہاں آنے سے پہلے میں  
 ہزار بار سوچ کر آیا ہوں  
 ایسا کیوں کہا کہ تم یہاں آنے سے پہلے سوچنا پڑا۔  
 بس بھائی اکثر مرتبہ اولاد والدین کو بہت تنگ کرتی ہے۔ آپ جانتے ہیں حمزہ نے خود کشتی کیوں کی۔ علی نے  
 ٹھہر ٹھہر کر بات کی۔  
 ہاں کیونکہ تم لوگوں کے پاس اسکو دینے کا وقت نہیں تھا۔  
 بات دراصل یہ ہے بھائی صاحب مریم نے بات کا آغاز کیا۔  
 وہ منگنی کرنا چاہتا ہے  
 یہ تو بہت خوشی کی بات ہے۔ پھر مسئلہ کیا ہے۔  
 وہ دراصل منگنی مناہل سے کرنا چاہتا ہے علی نے تنگ آ کر کہہ دیا۔

تم ہوش میں ہو علی تم جانے ہو کیا کہہ رہے ہو۔

بھائی ہم بہت مجبور ہیں۔ میرے بیٹے کی زندگی کا سوال ہے۔

میرے بھی بیٹے کی زندگی کا سوال ہے علی۔ حنان باہر جانے سے پہلے منگنی کرنا چاہتا تھا مگر اپنی ماں کیوجہ سے وہ نہیں کر سکا۔ اس بار چھٹیوں میں آیا تو پھر بھی اسکی ماں نہیں مانی۔ مگر میں نے خود فصیلہ کیا ہے۔ تم بتاؤ میں کیا کروں۔  
اماں آپ تو بولیں آپ تو سب جانتی ہیں مریم نے ساس سے مدد مانگی۔

بیٹا میں کیا کہوں صرف اتنا کہوں گی حمزہ ضدی بہت ہے۔ میرے لیے دونوں بہت اہم ہیں کس کی سائیڈ لوں۔  
یہی تو میں بھی کہہ رہی ہوں کہ حنان جس مرضی سے کہہ گا شادی میں کروادو گی مکان میں سے منابل اور حمزہ کا جو حصہ بنتا ہے وہ بھی نہیں دیں۔ بلکہ مشال میری آپ کی بیٹی ہے آپ جانتے ہیں کہ وہ کتنے امیر ہیں اگر آپ لوگ کہہ دیں تو میں آپ کی کو بھی راضی کر لو گی۔ مریم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کسی طرح بھی ان سے حامی بھر والے۔

تم لوگ ہمیں سوچنے کے لئے وقت دو۔ حنان کی والدہ پہلی بار بولی۔

تم کیا کر رہی ہو۔؟ تمہیں حنان کے احساسات کا بھی علم ہے۔

میں نے صرف وقت مانگا ہے سوچنے کے لئے۔

مریم علی کیلئے یہی بات کافی تھی کہ وہ سوچنے پر راضی بھی ہوئے۔

اب منابل کے والدین کو راضی کرنا تھا۔ پھر منابل کو راضی کرنا آسان ہوگا

☆.....☆.....☆

سات ماہ کے طویل انتظار نے حمزہ کو چڑچڑاہا دیا تھا۔ حمزہ کی ہر رات مایوسی اور دن امید لیکر آتا تھا۔

حمزہ کدھر تھے تم ہم دونوں کافی دیر سے تمہارا انتظار کر رہے تھے

مما اک دوست کے گھر تھا کوئی اہم کام تھا مجھ سے

نہیں بس تمہیں یہ بتانا تھا کہ اب تم ہماری شرط پوری کرو ہم نے تمہاری شرط پوری کر دی ہے۔

کیا مجھے آپکی بات سمجھ نہیں آرہی ماما

آپکی ماما کہنا چاہتی ہے کہ آپکی منگنی ہو رہی ہے منابل سے۔

اوگریٹ ماما اینڈ ڈیڈ۔ حمزہ نے جوش میں آ کر دونوں کو گلے لگالیا۔

کب ہو رہی ہے منگنی

جب آپ لندن جانے کیلئے راضی ہونگے۔ ادھر آپکی فلائٹ ہوگی۔ ادھر منگنی۔

لیکن ماما مجھے منگنی نہیں کرنی۔ مریم اور علی دونوں حیران رہ گئے۔

میں نکاح کرونگا۔ رخصتی اسوقت کر دیں جب میں ڈاکٹر بن جاؤ۔

حد ہوتی ہے پہلے اک ضد اب دوسری ضد۔ علی نے غصہ سے کہا اور باہر نکل گیا۔

تم فکر نہ کرو حمزہ جیسا تم چاہو گئے۔ مریم نے تسلی دی تو حمزہ خوش ہو گیا۔

مگر تمہیں اک بات بتانی ہے منابل کو بڑی مشکل سے میں نے راضی کیا ہے۔ بلکہ تمہیں صاف بتا دو کہ

نکاح اسکے ساتھ زبردستی ہے۔

حمزہ کی آنکھوں میں خوشی ماند پڑ گئی۔

مگر مجھے یقین ہے کہ تم اپنے پیار سے اسکے دل میں جگہ بنا لو گئے۔۔

جی ماما انشاء اللہ۔ میرے لیے یہی کافی ہے کہ وہ میری ہوگی

۔ اسلیے نکاح کے بعد اس سے رابطہ کرنا نکاح سے پہلے اسکو فون مت کرنا۔

اوکے ہے تو مشکل مگر مجبوری ہے

☆.....☆.....☆

حمزہ نے کل صبح چلے جانا تھا رات کو اسکا منابل سے نکاح تھا

نکاح والی رات خوب ہلا گلا ہوا۔ صرف منابل ہی تھی جو ناخوش تھی قسمت کی ستم گرینی کہ وہ اپنی محبت پانے کے بعد بھی تہی داماں رہ گئی۔

تیری محبت شاید نصیب میں لکھی ہی نہ تھی  
چھوڑ دیا تجھ کو یاد کرنا خود کو بی وفا سمجھ کر

کاش حنان تم اک مرتبہ مجھ پر اعتبار کرتے تم اپنی ماں کی باتوں میں آگئے اک بار تو سوچتے کہ اگر میں حمزہ سے پیار کرتی تو پہلے اس سے منگنی کر لیتی۔ کاش تم سمجھ سکتے میں نے خود کو اذیت دینے کے لئے حمزہ سے شادی کا فیصلہ کیا ہے میں نہیں چاہتی تھی کہ تم سچ جاننے کے بعد پچھتاؤ۔ میری محبت کی اس سے زیادہ انتہا کیا ہوگی۔ اک آنسو منابل کی آنکھ میں ٹھہر گیا۔ جلدی سے آنکھیں صاف کیں۔ سامنے سے سب آرہے تھے۔

میرے خیال میں منابل اب آرام کر لے ہم سب پھر باتیں کرتے ہیں اگر آپ لوگوں کی اجازت ہے تو منابل کو کمرے میں چھوڑ آؤ۔ مریم نے منابل کے والدین سے اجازت مانگی۔

آؤ بیٹا منابل مریم اسکو کمرے میں لے گئی اور بیڈ پر بیٹھنے کے بعد مریم خود بھی بیٹھ گئی۔

بیٹا تم جانتی ہو حمزہ نے صبح چلے جانا ہے۔ وہ صرف اک بار تمہیں دیکھنا چاہتا ہے۔ اب تم دونوں کا رشتہ بدل چکا ہے لہذا کوئی ایسی بات مت کرنا جس کا اثر اس رشتہ پر پڑے۔ مرد محبت کے لئے جتنا بے چین ہوتا ہے پانے کے بعد اتنا مغرور ہو جاتا ہے۔ محکوم نہیں حاکم بنتا ہے اسلئے اپنے ماضی کو بھول کر حمزہ کی طرف بڑھو۔ سارے خاندان میں تم لوگوں کی محبت کے چرچے ہیں اس رشتے کو خراب مت ہونے دینا۔ ورنہ تمہاری ذلت کی طلب تمہارے اپنے رشتے دار کر رہے ہیں۔ میرا علی کا ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوگا۔ اس پل حمزہ دستک دے کر اندر آ گیا اور مریم منابل کے سر کو چومتی ہوئی باہر چلی گئی۔

☆.....☆.....☆

السلام علیکم مسز منابل حمزہ کیا حال ہے۔ حمزہ اسکے قریب بیٹھ گیا۔



منابل میری زندگی سلام کا جواب دے دو

اچھا یہ میری طرف سے تمہارے لیے گفٹ ہے۔ یہ کہتے ہوئے حمزہ نے سونے کا نگین منابل کا ہاتھ پکڑ کر خود پہنا دیا۔ پھر اسکے ہاتھ پر اپنے ہونٹوں سے اپنے پیار کی نشانی دی۔ منابل کے لئے سب برداشت کرنا بہت مشکل تھا۔ اسی لمحے اسکا آنسو پکا حمزہ تڑپ گیا۔

منابل تم یقین کرو میں تمہیں بہت پیار دوں گا۔ پلیز تم مت رو مجھے سے تمہارے آنسو نہیں دیکھے جاتے دیکھو تم جیسا کہوں گی ویسا میں کروں گا۔ میں نے صبح چلے جانا ہے کیا تم کوئی ایسی بات نہیں کر سکتی جو مجھے بھی خوشی دے۔

حمزہ میں حنان کو نہیں بھول سکتی۔ میں آج بھی اسکی ہوں تم سمجھتے ہو تم نے نکاح کر کے مجھے اپنا پابند کر لیا ہے مگر تم میری سوچوں کو پابند نہیں کر سکتے۔ میرا دل آج بھی اسکا طلبگار ہے۔ میں تھک چکی ہوں حمزہ میری سوچ میں آج بھی تم آریاں جیسے ہو۔ مجھے یہ سب سوچتے شرم آتی ہے جو تم توقع کر رہے ہو وہ نہیں میں کر سکتی۔ تم نے سارے خاندان میں مجھے بے عزت کیا ہے۔ منابل آخر میں چیخی اٹھی۔

اگر تمہیں بے عزت کرنا ہوتا تو تمہیں اپنی عزت نہ بنانا مگر تم میرے پیار کو نہیں سمجھ سکی بہت دکھ ہے۔ اب تمہارے غم خوشی سے مجھے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ میں حنان کے علاوہ نہ پہلے کسی کو سوچتی تھی نہ اب سوچوں گی۔

منابل اگر میں چاہوں تو تمہیں وہ سبق دوں کہ ساری عمر تم مجھے یاد کرو گی۔ حمزہ نے ضبط سے کہا یہ بھول ہے تمہاری۔ اب جاو یہاں سے میں مزید تمہارے منہ نہیں لگنا چاہتی تم اپنی سوچ سے ہمیشہ چھوٹے ہی رہو گئے۔ منابل کو اتنا غصہ تھا کہ وہ بغیر سوچے سمجھے بس حمزہ کو بے عزت کر رہی تھی۔

مگر میں تمہارے منہ لگنا چاہتا ہوں تم یقین کرو یہ سب کرنے کا ارادہ میرا نہیں تھا مگر تم نے مجبور کیا ہے۔



لہذا اب تم ذمہ دار ہو میں تو صبح چلا جاؤ گا۔ یہ کہتے ہوئے حمزہ نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ اور لائٹ آف کر دی۔

☆.....☆.....☆

حمزہ چلا گیا مگر اس رات کی کہانی وہ کسی کو نہ بتا سکی۔

تین ماہ ہو گئے مگر حمزہ نے کبھی کال نہیں کی صرف مریم علی فون کرتے تھے۔ منال کو سمجھ نہیں آ رہا وہ حمزہ کے فون کا کیوں انتظار کرتی ہے۔ منال بہت چپ ہو گئی اسکی امی سارا وقت اسکو بھولانے کی کوشش کرتی مگر وہ بہت کم بولتی تھی۔

السلام علیکم منال بیٹا۔ مریم علی دونوں کو سامنے دیکھ کر حیران رہ گئی۔ دونوں نے باری باری بہت پیار کیا۔

منال تمہیں تو بخار ہے مریم نے تشویش سے پوچھا

جی بس تھوڑا سا بخار ہے۔ آپ پریشان مت ہوں

منال نے دونوں کی بہت خدمت کی۔ اپنی پرواہ تک نہیں کی حالانکہ مریم نے مدد کرنی چاہی مگر منال نے روک دیا صبح مریم کو بہت تیز بخار ہو گیا۔

مریم منال کو چیک کرو وہ صبح سے بخار میں بے ہوش ہے

مریم علی دونوں تیزی سے اندر گئے مریم نے چیک اپ کیا اور میڈیسن لکھ کر علی کو دی۔

☆.....☆.....☆

علی کے جانے کے بعد حمزہ کو کال کی۔ حمزہ کے سونے کا وقت تھا مگر وہ پریشانی میں سب بھول گئی

مما خیریت اسوقت کال کیوں کی۔ حمزہ کی نیند میں بھری آواز سن کر مریم کو افسوس ہوا۔

آپ سے اک بات پوچھنی تھی کیا آپ اس رات منال کے کمرے میں رہے تھے مجھے اعتبار ہے تم سچ بولو گئے

حمزہ کو اس سوال کی توقع نہیں تھی اسکی نیند بھک سے اڑ گئی۔ اسکو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا جواب دے۔

حزہ پلیز جلدی جواب دو جو مناہل نے مجھ پچایا کیا وہ سچ ہے۔ مریم نے نکال گایا  
جی ماما سچ ہے مگر سب خیریت تو ہے اک دم سے حزہ کو پریشانی ہوئی  
بس میں ملنے آئی ہوئی تھی تو مناہل نے بتایا اسلے پوچھا اب تم سو جاو مریم نے کال کاٹ دی۔

☆.....☆.....☆

مناہل ماں بننے والی ہے مریم کی بات سن کر دونوں ماں بیٹی حیران پریشان ہو گئی۔

میں حزہ کو ابھی نہیں بتا سکتی کیونکہ وہ پھر وہ پڑھائی چھوڑ دیگا۔ میں علی دوبئی جا رہے ہیں اسلیے آپ سے  
ملنے آئے تھے۔ میں مناہل کے لئے بندوبست کرتی ہوں مگر پھر بھی وقت لگ سکتا ہے۔ بس ہمارے بچے کو کوئی  
نقصان نہ پہنچائے۔ جب مناہل دوبئی جائے گی تو آپ سب کو کہہ دینا کہ اسکی رخصتی کر دی ہے۔ مریم کے جانے  
کے بعد مناہل کی امی نگاہیں مناہل کو خوف زدہ کر گئی۔ سب کے جانے کے بعد مناہل پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

☆.....☆.....☆

مریم کی بات سچ نکلی۔ مریم روز کال کرتی تھی وہ جلد از جلد بلانا چاہتی تھی مگر پھر بھی چار ماہ لگ گئے اس  
دوران دادی کا انتقال ہو گیا وہ بات جو سب سے چھپی ہوئی تھی منظر عام پر آ گئی۔ مریم علی بھی آئے۔  
سب نے اسکو طنزیہ نگاہوں سے دیکھا۔

رات کو مناہل کو پیاس لگی۔ وہ کچن میں پانی پینے آئی مگر حنان کو دیکھ کر دنگ رہ گئی حنان اسکی محبت کبھی زندگی  
ہوا کرتا تھا مگر اب تو وہ مکمل حنان کو بھول چکی تھی بس یاد تھا حزہ اور اپنا بچہ۔  
حزہ تم نے واقعی بات سچ کر دی۔ میں حنان کو بھی بھول چکی تھی۔

مناہل تم تو بہت تیز نکلی۔ جب حزہ کے بارے میں پتا چلا تو مجھے امی پر اعتبار نہیں آیا بس تم پر غصہ آیا کیوں تم  
نے چھوٹا سمجھ کر اسقدر اسکو قریب کیا۔ بس اس بات سے تم سے ناراض ہو گیا۔ مگر رشتہ تم نے توڑ دیا۔ امی نے  
تمہارے نکاح کا بتایا تو بہت شاک لگا۔

مناہل کو بھی شاک لگا کیونکہ تائی نے کہا تھا کہ حنان کہہ رہا ہے کی حمزہ کی محبوبہ حنان کی بیوی نہیں بن سکتی۔

میں نے امی سے پوچھا کہ مجھے رنجکیت کیوں کیا تو انہوں نے کہا کہ حمزہ امیر جو ہے۔ مگر مجھے پھر بھی یقین نہیں آیا مگر اب پتا چلا وہ غلط نہیں تھی۔ تمہاری ماں بننے والی بات سے حمزہ کو جلد نکاح کے لئے اپنے والدین کو مجبور کرنا پڑا ہوگا۔ شکر ہے میں بروقت فحش گیا۔ مثال جیسی نیک ہمسفر ملی۔ ویسے یہ واقعی حمزہ کا بچہ ہے یا وہ صرف قربانی کا بکرا بنا ہے۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے بچہ پر اتنا گھٹیا الزام لگانے کی۔ یہ میرا اور حمزہ کا بچہ ہے۔ مناہل چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ مناہل کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ حنان کی زبان کھنچ لے۔ اچھا اگر ایسی بات ہے تو حمزہ تمہیں اپنے پاس کیوں نہیں بلاتا۔ لازمی بات ہے کوئی بات ہے جو تمہارا دیوانہ بے تاب تھا اب چپ کیوں ہے۔

مناہل کے پاس صرف خاموشی بہترین حل تھا وہ چپ چاپ کمرے میں آ کر رونے لگی۔ حنان اور اسکی محبت سب حمزہ کو پتا تھی مگر اس نے مناہل کا اعتبار کیا وہ جسکو چھوٹا سمجھ کر انور کرتی رہی وہ محبت میں حنان سے آگے نکل گیا۔ محبت میں اعتبار نہ ہو تو محبت کا وجود بیکار ہے۔ مناہل کے دل میں حمزہ کی بہت عزت بڑھ گئی۔ اگلی صبح وہ مریم کے کمرے میں گئی اور رو رو کر منتیں کیں کہ وہ اس بار اسکو بھی ساتھ لے جائیں لہذا مریم علی نے کوشش تیز کر دی۔ اور مناہل بھی انکے ساتھ دو بی چلی گئی۔

☆.....☆.....☆

مناہل مریم شاپنگ کر کے واپس آئی تو علی کے ساتھ حمزہ کو دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ اسکا پانچ سالہ عمر حمزہ کے ساتھ کھیل رہا تھا

حمزہ کو مریم نے گلے لگا چاہا مگر اس نے روک دیا۔

مما مناہل سے تو امید تھی کیونکہ وہ مجھ سے پیار نہیں کرتی تو وہ مجھے کیوں خوشی کی بات بتاتی۔ مگر آپ دونوں

نے بھی مجھے لاعلم رکھا مجھے بہت دکھ ہوا

ہم نے بہت چاہا مگر تم منابل کی رخصتی کی بات ٹال دیتے ہمیشہ کہتے کہ یہ کورس کرنے دیں۔

مگر آپ مجھے میرے بیٹے کے بارے میں تو بتا سکتی تھی۔ بہت دکھ ہوا۔ بہتر ہے ابھی مجھ سے کوئی بات نہ کرے وہ حتمی لہجے میں کہتا ہوا اندر کمرے میں چلا گیا۔ مریم نے پیچھے جانا چاہا۔ مگر علی نے روک دیا ابھی وہ غصہ میں ہے مت تنگ کرو۔ صبح بات کرنا چلو تم بھی عمر کو سلا دو۔

مریم علی اپنے کمرے میں چلے گئے۔ منابل کے کمرے میں حمزہ تھا فلیٹ میں مزید کوئی کمرہ نہیں تھا۔ منابل چپ چاپ کمرے میں داخل ہوئی حمزہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر لیٹا ہوا تھا۔ وہ آہستگی سے عمر کو بیڈ پر سلانے کی کوشش کرنے لگی۔

☆.....☆.....☆

حمزہ آپ کے لئے کھانا لے آؤں۔ حمزہ نے ہاتھ ہٹا کر بے یقینی سے منابل کی طرف دیکھا۔

میری زیادہ خیر خواہ بننے کی ضرورت نہیں ہے اوکے مگر مجھے بننے کی ضرورت نہیں میں آپ کی وائف ہوں خیر خواہ تو ہوگی۔

جی ہاں دیکھ چکا ہوں آپ کی خیر خواہی۔ اس نے سوئے ہوئے عمر پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

حمزہ کھانا کھا لو باقی غصہ مجھ پر بعد میں نکال لینا

مجھے نہیں کھانا تم مجھے کیوں تنگ کر رہی ہوں۔

میں نے صرف کھانے کا کہا تنگ تو آپ مجھے کرتے ہیں

کیا میں۔ وہ اٹھ بیٹھا

حمزہ میری غلطی نہیں تھی بس آپ کی ماما کا یہ پلان تھا کیونکہ وہ سمجھتی تھی کہ اگر آپ کو پتا چلا تو پھر آپ ڈاکٹر نہیں بن سکو گئے۔ میں نے بار بار کہا مگر وہ نہیں مانی چاچو نے کہا تو انھیں بھی ڈانٹ دی آپ بتائیں میں کیا کرتی آپ



تم تو جیسے میرے فون کا انتظار کرتی تھی۔

آپکو کیا پتا میں کتنا انتظار کرتی تھی آپکا اور آپکے فون کا بھی۔  
مگر کیوں؟

کیونکہ مجھے عمر کے باپ سے محبت ہو گئی تھی۔ اب یہ مت سمجھنا کہ عمر کی وجہ سے تو تم غلط ہو۔ عمر کے آنے کا مجھے اس محبت کے بعد پتا چلا۔ مگر حمزہ تم نے طویل انتظار کروایا۔ تم نے کبھی مجھے بلایا نہیں۔ اگر میں ادھر کسی اور کی زلفوں کا اسیر ہو جاتا تو پھر کیا کرتی حمزہ نے شرارت سے پوچھا  
محبت کا سارا وجود اعتبار پر ہے اعتبار کے بغیر محبت ہوتی نہیں ہے۔ اس لیے میں نے کبھی یہ سوچا نہیں صرف اپنے اس دیوانہ کا انتظار کرتی رہی جو مجھے محبت سکھا کر انتظار کے سپرد کر گیا۔  
اب یہ دیوانہ آ گیا ہے اسکی بھی خطا معاف فرمائیں میں صرف تمہیں وقت دینا چاہتا تھا میں چاہتا تھا تم مجھے خود کال کر کے بلاتی۔

تیرا وجود معتبر ہے زندگی میں میری  
تیرے سوا نہیں آتا کسی پہ پیار مجھے  
حمزہ نے شعر پڑھ کر منابل کو گلے لگایا۔

